93845 ـ كيا فطرانہ اپنى خالہ كو دے سكتا ہے ؟

سوال

كيا ميرے ليے اپنى طلاق يافتہ خالہ كو فطرانہ دينا جائز ہے، اس كے بيٹے كوئى نہيں، بلكہ بيٹياں شادى شدہ ہيں، اور اس كى ملكيت ميں نصف ايكڑ زمين بھى ہے، اور روزى كا كوئى ذريعہ نہيں، تو كيا ميں زكاۃ انہيں دوں يا كسى اور فقير كو تلاش كروں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

فطرانہ كے مصارف ميں علماء كرام كا اختلاف ہے، جمہور اہل علم كہتے ہيں كہ: زكاۃ كے آٹھ مصارف ميں سے كسى ايك كو بھى فطرانہ ديا جا سكتا ہے، اور بعض علماء كہتے ہيں كہ فطرانہ زكاۃ كے آٹھ مصارف ميں تقسيم كر كے ادا كرنا واجب ہے، اور كچھ علماء كا كہنا ہے كہ: فطرانہ صرف فقراء اور مساكين كے ساتھ ہى خاص ہے.

الموسوعة الفقهية ميں درج ہے:

" فطرانہ كے مستحقين كے متعلق فقھاء كرام كى تين آراء پائى جاتى ہيں:

جمہور علماء كرام كہتے ہيں كہ: زكاۃ كے آٹھ مصارف ميں سے كسى ايك كو فطرانہ دينا جائز ہے.

اور مالكيہ ـ اور امام احمد سے بھى ايك روايت ميں جسے ابن تيميہ نے اختيار كيا ہے ـ كہتے ہيں كہ فطرانہ صرف فقراء اور مساكين ميں ہى تقسيم كيا جائيگا.

اور شافعى حضرات كہتے ہيں كہ زكاۃ كے آٹھ مصارف پر فطرانہ تقسيم كيا جائيگا، يا ان ميں سے جو بھى پايا جائے " انتہى.

ديكھيں: الموسوعة الفقهية (23 / 344).

شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ نے پہلا اور تيسرا قول رد كرتے ہوئے كہا ہے كہ: فطرانہ كا تعلق بدن كے ساتھ ہے،

نہ کہ مال کے ساتھ، شیخ الاسلام مجموع الفتاوی میں کہتے ہیں:

" اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالی نے غلہ اور کھانا فرض کیا ہے، جیس طرح کفارے میں غلہ واجب کیا ہے، اور اس قول کی بنا پر فطرانہ بھی صرف اسے ہی دیا جائیگا جسے کفارہ کا غلہ دیا جا سکتا ہے، اور وہ اپنی ضرورت و حاجت کی بنا پر لینے والے ہیں، چنانچہ فطرانہ نہ تو تالیف قلب کے لیے، اور نہ ہی غلام آزاد کرنے کے لیے، اور نہ ہی کسی اور کے لیے دینا جائز ہو گا، اور یہ سب سے قوی الدلیل ہے.

اور ضعیف ترین قول اس شخص کا ہے جو یہ کہتا ہے کہ: ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ فطرانہ بارہ، یا اٹھارہ، یا چوبیس، یا بتیس، یا اٹھائیس وغیرہ کو ادا کرے؛ کیونکہ یہ چیز عہد نبی صلی اللہ علیہ و سلم کے دور میں مسلمانوں کے طریقہ کے خلاف ہے، اور پھر خلفاء راشدین، اور سحابہ کرام کے کسی بھی دور کسی مسلمان شخص نے اس پر عمل نہیں کیا، بلکہ اس دور میں تو مسلمان اپنا اور اپنے اہل و عیال کا فطرانہ ایک ہی مسلمان شخص کو دیتا تھا.

اور اگر وہ دیکھتے کہ ایک صاع دس سے بھی زیادہ افراد میں تقسیم کیا جا رہا ہے، اور ہر ایک شخص کو ایک چلو بھر دیا جا رہا ہے تو وہ اس کو سختی کے ساتھ منع کردیتے، اور اسے بدعت منکرہ، اور قبیح افعال میں شمار کرتے؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کھجو، یا جو کا ایک صاع، اور گندم کا ایک یا نصف صاع فرض کیا ہے، جتنا ایک مسکین کو کافی ہو، اور عید کے روزں مسکینوں کے لیے کھانے کا انتظام کیا تا کہ وہ اسے حاصل کر کے مستغنی ہو جائیں.

اور اگر مسکین ایک مٹھی بھر غلہ لے تو اسے ا سکا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، اور نہ کسی موقع پر، اور اسی طرح اگر کسی مسافر پر قرضہ ہو تو ایک مٹھی بھر غلہ ملے تو وہ اس سے کیا فائدہ حاصل کرسکتا ہے..... شریعت ان برے افعال سے پاک ہے جسے کوئی دانشور اور عقلمند پسند نہیں کرتا، اور نہ ہی امت کے سلف اور آئمہ میں سے کسی نے اس پر عمل کیا ہے.

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

" مسکینوں کے لیے کھانا ہے "

یہ اس کی نص ہے کہ یہ مسکینوں کا ہی حق ہے، جس طرح ظہار کی آیت میں اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

تو وہ ساتھ مسکینوں کو کھانا کھلائے .

تو جب یہ کفارہ زکاۃ کے آٹھ مصارف میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا ت واسی طرح فطرانہ بھی ان میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا " انتہی مختصرا.

دیكھیں: مجموع الفتاوى الكبرى (25 / 73 ـ 78).

اس بنا پر ان تین اقوال میں سے راجح دوسرا قول ہے، وہ یہ كہ: فطرانہ فقراء و مساكین كو دینا واجب ہے، كسی اور كو نہیں دیا جا سكتا، اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بھی اسے ہی راجح قرار دیا ہے، جیسا كہ ا نكی كتاب " الشرح الممتع " (6 / 117) میں درج ہے.

دوم:

اور مال كی زكاۃ اور فطرانہ مستحق قریبی رشتہ داروں كو دي جائے تو یہ دوسروں كو دینے سے افضل و بہتر ہے، اور زیادہ اجروثواب كا مستحق ہے، تو اس طرح یہ زكاۃ اور صلہ رحمی دونوں چیزیں شمار ہونگی، لیكن یہاں ایك شرط ہے كہ وہ قریبی رشتہ دار ان افراد میں شامل نہ ہوتا ہو جن كا نفقہ اور خرچ زكاۃ دینے والے كے ذمہ واجب ہو.

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال كیا گیا:

قریبی فقراء و مساكین رشتہ داروں كو فطرانہ دینے كا حكم كیا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

آپ كے لیے فطرانہ اور مال كی زكاۃ اپنے قریبی فقراء رشتہ داروں كو دینا جائز ہے، بلكہ كسی اور شخص كی بجائے قریبی رشتہ دار كو فطرانہ اور زكاۃ دینی زیادہ بہتر اور اولی ہے؛ كیونكہ رشتہ داروں كو دینا صلہ رحمی اور صدقہ دونوں شمار ہونگی، لیكن شرط یہ ہے كہ وہ اسے اپنا مال بچانے كے لیے نہ دے، وہ اس طرح كہ اگر وہ فقر رشتہ دار ان میں شامل ہوتا ہو جن كا خرچ اور نفقہ زكاۃ دینے والے پر واجب ہو، یعنی: اس غنی اور مالدار شخص پر.

كیونكہ اس حالت میں یہ جائز نہیں كہ وہ اس كی ضرورت اپنی زكاۃ سے پوری كرے، لیكن اگر ا سكا خرچ و نفقہ اس كے ذمہ واجب نہیں تو وہ اسے اپنی زكاۃ دے سكتا ہے، بلكہ قریبی رشتہ دار كو زكاۃ دینا كسی اور شخص كو دینے سے افضل اور بہتر ہے؛ كیونكہ رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم كا فرمان ہے:

آپ كا اپنے قریبی كو زكاۃ اور صدقہ دینا صلہ رحمی اور صدقہ دونوں ہیں " انتہی.

دیكھیں: فتاوى الشیخ ابن عثیمین (18) سوال نمبر (301).

خلاصہ یہ ہوا كہ:

اگر تو آپ كی خالہ فقیر اور محتاج ہے، اور زكاۃ كی مستحق ہے، تو اسے دیا جا سكتا ہے، چاہے وہ نصف ایكڑ

زمین کی مالك ہی کیوں نہ ہو، اگرچہ اس کے لیے افضل تو یہ ہے کہ وہ زمین فروخت کر کے لوگوں کے احسان کے بوجھ سے مستغنی ہو سکتی ہے.

مسلمانوں کو یہ نہیں چاہیے کہ ا سکا کوئی قریبی رشتہ دار غریب و محتاج ہو، اور رمضان المبارك ختم ہونے کے قریب ہو تو وہ رمضان کے آخر میں اسے ایك صاع غلہ دینے کی فرصت تلاش کرتا پھرے، بلکہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ عمومی طور پر ہر وقت محتاج اور فقیر لوگوں کا خیال رکھے، اور ا نکی ضروریات مال و کھانا، اور لباس وغیرہ فراہم کرنے میں جلدی کرے، اور مالداروں پر تو حتما فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے غریب و محتاج رشتہ داروں کا خیال کریں.

واللہ اعلم .